بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
هٰذا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ
مقیاس الحنفیّت
جُنید زمان پیر طریقت مناظرِ اعظم
ابو عبدالوہاب مولانا محمد عمر صدیقی علیہ الرحمہ
المقیاس پبلشرز
۴- دربار مارکیٹ لاہور

(۵) بخاری شریف ۱/۶۲} جابرؓ بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:
اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطِهُنَّ اَحَدٌ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ. جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا (مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں (اللہ کی طرف سے) جو پہلے میرے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔ میرے لئے تمام روئے زمین کو مسجد اور پاک بنایا گیا)

اس حدیث سے تمام روئے زمین نبی علیہ ﷺ کے واسطے اللہ نے مسجد اور پاک بنادی۔ اور ہر مسجد میں آپ پر سلام علیکم بھیجنا مسنون طریقہ مقرر ہوا۔ لہٰذا آپ تمام روئے زمین پر حاضر و ناظر ثابت ہوئے۔

وہابی: کیا برے مقامات پر بھی نبی علیہ ﷺ کو حاضر و ناظر سمجھتے ہو۔ کیسا یہ تمہارا گندہ عقیدہ ہے۔ اور کیا وقت جماع بھی نبی علیہ السلام حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔

محمد عمر: کیا اللہ تعالیٰ کو ان برے مقامات پر موجود اور سمیع و بصیر سمجھتے ہو یا نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ پاک کی نسبت اُن برے مقامات پر باوجود موجودیت کے نسبت کرنا گستاخی و کفر ہے۔ کیونکہ اس کو ان مقامات سے نفرت ہے اسی طرح نبی علیہ ﷺ بھی حاضر و ناظر تو ہیں اور اس کو جاننے والے بھی ہیں۔ اور آپ کی شہادت بھی ان مقامات کی ضرور ہوگی۔ لیکن بوجہ آپ کی ذات پاک ہونے کے ان مقامات متنفرہ کی طرف منسوب کرتا عین گستاخی ہے اور ایمان سے بعید ہے۔ چنانچہ تم ان گندے مقامات پر اور اوقات متنفرہ میں اللہ کا ذکر نہیں کر سکتے۔ لیکن بوقت تعذر مثلاً آپ کو ہیضے میں پاخانے آرہے ہیں اور آپ اس پیچش میں اس آڑے وقت پر ادھر پاخانہ نکل رہا ہے اور تکلیف ہو رہی ہے اور بیساختہ منہ سے کہہ رہے ہو کہ یا اللہ میرے گناہ معاف کردے تو کیا اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر تمہارے اس متنفرہ وقت اور متنفرہ مکان میں یاد کرنے کی سزا دے گا یا معافی دے گا۔ اور توجہ فرمائیگا۔ یا نہیں اور اگر معافی عنایت فرمائیں۔ تو کیا تم یہ بات زبان پر لاؤ گے کہ اللہ تعالیٰ ایسے گندے مقامات پر بھی

حاضر و ناظر ہے؟ نہیں حالانکہ واقع صحیح ہے۔ لیکن اس کا بیان کرنا گستاخی ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اپنی ذات کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ جو طبرانی کی حدیث صحیح ہے۔ جس کو اکابرین دیوبندیہ وہابیہ نے بھی نقل کیا ہے۔ جلاء الافہام ص ۷۲ یَبْلُغُنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ (مجھے مصلی کا آواز پہنچتا ہے جہاں بھی ہو)

(۶) ابوداؤد ۱/۲۴۴ } وَاَتیٰ اَبُوْ بَکْرٍ بِکُلِّ مَاعِنْدَہٗ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِکَ قَالَ اَبْقَیْتُ لَھُمُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (ابوبکر صدیقؓ اپنے گھر کا تمام مال نبی ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے ابوبکرؓ تو نے اپنے اہل کے واسطے کیا چھوڑا۔ تو ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی کہ میں ان کے واسطے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں)

اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی نبی ﷺ کو حاضر و ناظر ہر مقام پر سمجھتے تھے۔ ورنہ آپ یہ نہ ارشاد فرماتے کہ میں اپنے گھر اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ اور نبی ﷺ نے بھی ابوبکر صدیقؓ کے اس عقیدہ کو صحیح ہونے کی بنا پر نہ روکا۔ ورنہ آپ فرما دیتے۔ کہ اے ابوبکرؓ میں تمہارے سامنے یہاں بیٹھا ہوں اور تم کہتے ہو کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو گھر چھوڑ آیا ہوں۔ تمہارا یہ عقیدہ غلط ہے۔ جب ابوبکر صدیقؓ کو نبی ﷺ نے نہیں روکا تو تم حاضر و ناظر جاننے والوں کو کافر کیسے کہہ سکتے ہو۔ اور اگر کہو تو خلاف قرآن و حدیث ہے یا نہیں۔ اور نبی ﷺ کو حاضر و ناظر ماننے والے پر فتویٰ دینے والا ابوبکر صدیقؓ کو کیا کہے گا؟

آیئے تمہیں حدیث پاک سے تمہاری مرضی کے مطابق ہی دکھا دیں۔ کہ نبی ﷺ بوقت جفت زوجین بھی ملاحظہ فرما سکتے ہیں یا نہیں۔

مسلم شریف ۲/۳۶۹ } حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة قال حدثنا یزید بن ھارون قَالَ اخبرنا ابن عونٍ عن ابن سیرین عَنْ انس بن مالک قَالَ

كَانَ ابنٌ لابی طلحة يَشْتَكِیْ فَخَرَجَ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقُبِضَ الصَّبِیُّ فَلَمَّا رَجَعَ اَبُوْ طَلْحَةَ قَالَ مَافَعَلَ ابنِیْ قَالَتْ اُمّ سُلَيْمٍ هُوَ اَسْكَنُ مِمَّا كَانَ فَقَرَّبَتْ اِلَيْهِ الْعِشَاءَ فَتَعَشّٰى ثُمَّ اَصَابَ مِنْهَا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ وَارُوا الصَّبِیَّ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ اَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَ لِیْ اَبُوْطَلْحَةَ احْمِلْهُ حَتّٰى تَاْتِیَ بِهِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَبَعَثَتْ مَعَهُ بِتَمَرَاتٍ فَاَخَذَهُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم الخ

انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ کا ایک بیٹا بیمار تھا تو ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے تو لڑکا فوت ہوگیا پھر جب ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس ہوئے تو فرمایا میرے لڑکے کا کیا حال ہے ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ پہلے سے کچھ آرام ہے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عشا کا کھانا چنا تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھانا تناول فرمایا پھر حضرت ابوطلحہ نے ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہمبستری کی پھر جب فارغ ہوئے ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لڑکے کو ملاحظہ فرمانے کے لئے عرض کیا تو وہ فوت ہو چکا تھا انہوں نے دفن فرمایا جب صبح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اطہر میں حاضر ہوئے تو لڑکے کی فوتیدگی کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کیا تم نے رات کو جماع کیا ہے ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کیا کہ جی ہاں آپ نے دعا فرمائی (ایسے صابرین شاکرین کو) یا اللہ برکت کر تو (آپ کی دعا سے) ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو مجھے ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس بچے کو اٹھا لو حتی کہ تو اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لا اور بھیجیں اس نے بچے کے ساتھ کھجوریں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرمایا۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچے کے فوت ہونے کی آپ کو اطلاع دی تو آپ نے اَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ فرمایا کہ کیا تم نے جماع کیا ہے آپ کے اس ارشاد سے

ثابت ہوا کہ حضور ﷺ زوجین کے جفت ہونے کے وقت بھی حاضر و ناظر ہوتے ہیں یہ علیحدہ امر ہے کہ آپ مثل کراما کاتبین ایسے واقعات سے اپنی نظر کو محفوظ فرمالیں۔

(۷) ابوداؤد {ا / ۱۴۷-۱۴۶} عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی ﷺ نے نماز میں تشہد کے وقت ان کلمات پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہمیں ایسے تشہد سکھاتے تھے۔ جیسے قرآن کی سورۃ اور تشہد کے لفظ کو ہی نبی ﷺ نے اس جملہ کے واسطے مقرر فرمایا۔ کہ اس جملہ میں نبی ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے پر واضح دلیل ہے۔ اسی مطابقت کی وجہ سے ان کلمات کا نام تشہد رکھا گیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ اللہ کے روبرو حاضر ہوئے تو یہ کلمات آپ کی حضوری کے اللہ تعالیٰ نے استعمال فرمائے۔ اور وہی کلمات آپ کی حضوری والے آپ نے اپنی امت کو ارشاد فرمائے وہ کلمات یہ ہیں مذکورہ بالا صفحہ پر اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ جب نمازی تشہد کے وقت بیٹھتا ہے تو اس کی حالت کچھ اور ہوتی ہے۔ یعنی باوضو ہونا۔ قبلہ رخ ہونا نماز الٰہی میں مشغول ہونا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر مؤدبانہ انداز سے کہے۔ کہ اے نبی ﷺ آپ کی ذات پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ اب نمازی کا اس نماز کی حالت میں ہر وقت کی تبدیلی پر یعنی ہر نماز میں اور ہر دو رکعت کے بعد نبی ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اور سلام ندائیہ کہنا پڑتا ہے سلام سے فارغ ہونے کے بعد اس عقیدہ سے متنفر ہونا یہ عین نفاق کی دلیل ہے۔ حالانکہ غیر مقلدین کے بڑے وہابی نواب صدیق حسن خاں بھوپالی بھی یہی لکھتے ہیں۔